توہینِ رسالت کی سزا کے متعلق تین اہم سوال اوران کے جواب

مفتی وسیم اختر المدنی رئیس دارالافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

نوف: مفتی صاحب نے تین اہم سوال کے جوابات آ ڈیو میں ریکارڈ کیے تھے، جسے جزئیات مع ترجمہ اور عنوانات کے ساتھ صبط تحریر میں لایا گیااوراب افادہ عام کے لئے شائع کیا جار ہاہے۔

سوال نمبر (1): لبرلز کے گمان میں اُحناف کے نزدیک تو ہین رسالت اللہ کے مرتکب کی سزاموت نہیں ہے۔ تو یا کستان کے مسلمان حنفی ہونے کے باوجو دسزائے موت کا مطالبہ کیوں کررہے ہیں؟

سوال نمبر(2): آسید ملعونہ کی بھانسی کا مطالبہ لبرلز کے نز دیک درست نہیں ہے کیونکہ عورت کی بھانسی کا حکم ان کے مطابق شریعت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر(3): امام احمد رضاخان عليه الرحمه في جن افراد پرتو بين رسالت كى وجه سے كفر كا حكم ديا تھا، تو آپ في ان سے صرف تو به كام طالبه كيا، ان في كام كام كام آپ في بيان كيون نہيں كيا؟

گىتاخ رسول كى سزا مذا ببار بعدكى روشنى ميں

استاخ رسول مسلمان ہے یا کافر؟

تو ہین رسالت کے مرتکب کی دوصور تیں ہیں: (1) تو ہین کاار تکاب العیاذ باللّٰدکسی مسلمان نے کیا۔(2) کسی غیر سلم نے کیا۔

مسلمان گستاخ رسول کی سزا کی تفصیل

اگر کسی مسلمان سے بیہ جرم سرز دہوتو اس کی دوصور تیں ہیں۔

1) توبەرتجدىدِ ايمان نېيىن كيا-

2)اس نے گستاخی کے بعدتو بداور تجدید ایمان کیا۔

توبہ نہ کرنے کی صورت میں بالا جماع واجب القتل ہے

اگرتوبهاورتجدیدایمان نہیں کیاتواس کے قتل پر پوری امت کا اجماع ہے۔

قاضى عياض ماكل لكت ين "قال أبو بكر بن المنذر أجمع عوام أهل العلم على أن من سب النبي عَلَيْكُ يقتل، وممن قال ذلك: مالك بن أنس، والليث وأحمد وإسحاق وهو مذهب الشافعي، وبمثله قال أبو حنيفة وأصحابه والثوري وأهل الكوفة والأوزاعي "

ترجمہ: ابوبکر بن منذر نے کہا: تمام علاء کا اجماع کہ جس نے بی ایستان میں تو بین کی اسے تل کیا جائے۔ یہ قول امام مالک، لیث ، احمد، اسحاق کا ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔ اس کی مثل امام ابو حذیفہ اور ان کے اصحاب، ثوری، اہل کوفہ اور امام اوز اعی نے فرما ہے۔ (الشف ا، القسم الرابع، الباب الاول، الفصل الاول، 275/2، دار الفیجاء عمان).

ہاں وجہ میں اختلاف ہے کہ اس کوٹل کیوں کیا جائے گا؟

امام ما لک اورامام احمد بن منبل علیها الرحمه کے مشہور تول کے مطابق بطور حدثل کیا جائے گا۔

شفائي هـ :" أن مشهور مذهب مالك وأصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حدا لا كفرا إن أظهر التوبة منه ولهذا لا تقبل عندهم توبته، ولا تنفعه استقالته ولا فيأته كما قدمناه قبل وحكمه حكم الزنديق ومسر الكفر في هذا القولقال الشيخ القابسي رحمه الله إذا أقر بالسب وتاب منه وأظهر التوبة قتل بالسب لأنه هو حده. وقال أبو محمد بن أبي زيد مثله وأما ما بينه و بين الله فتو بته تنفعه"

مرجمہ: امام مالک اوران کے اصحاب، سکف اور جمہور علماء کا مشہور مذہب ہے کہ گتاخ کو بطورِ حدقل کیا جائے نہ کہ بطورِ کفر کے ، کہ اگر وہ تو بہ کر بے تو اس کی تو بہ تبول نہیں کی جائے گی اور نہ بی اس کی معافی قتل سے چھڑا پائے گی ، جب بطورِ کفر کے ، کہ اگر وہ تو بہت کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ گتاخ کا حکم زندیق اور کفر کو چھپانے والے کا ہے۔۔۔۔ شخ قابسی نے کہا: جب تو بین کا افرار کیا اور تو بہ بھی کر لی تب بھی اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ قتل حد ہے۔ ابوجمہ بن زید نے کہا: تو بہ اللہ اور اس کے درمیان نفع بخش ہوگی ، دنیاوی سز قتل کے معافی میں کارگر نہ ہوگی۔ (الشفاء کے کہا)۔

حنفی علماء کی بڑی تعداد اسی قول کی قائل ہے جس میں صاحبِ بزازیہ، صاحبِ فتح القدیر، صاحب الدروالغرر،صاحب البحرالرائق،علامة تمرتاشی اورعلامه شرنبلالی ہیں،اس کےعلاوہ بہت سارے متأخرین احناف اس مذہب پر ہیں جوامام مالک اورامام احمد بن عنبل کا ہے۔ مرجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ سے بعض رکھا وہ مرتد ہے، اور تو ہین کرنے والا بطریقِ اولی مرتد ہے۔اسے بطورِ حدقت کیا جائے گا،اس کی تو بہ تل کے ساقط ہونے کچھ فائدہ نہ دے گی۔(فتح القدیر، باب احکام المرتدین، 6/98، دارالفکر)۔

مجمع الأنمر شرح ملتق الا بحريس ب:" وأما إذا سبه عليه أو واحدا من الأنبياء مسلم ولو سكران وأنه يقتل حدا ولا توبة له أصلا تنجيه من القتل سواء بعد القدرة عليه والشهادة أو جاء تائبا من قبل نفسه"

ترجمہ: جب سی مسلمان نے بی اللہ کی یا کسی نبی کی تو ہین کی اگر چہ نشے کی حالت میں ہوا سے بطور حد قل کیا جائے گا، اس کی تو بہ اصلاً قبول نہیں ہے اور قل سے نجات نہ دلا سکے گی، یہ حکم اس بات کو عام ہے کہ اسے تو ہین کی حالت میں پکڑا گیایا گواہی قائم ہوئی یااس نے تو بہ کرتے ہوئے تو ہین کا اقر ارکیا۔ (مسجسمع الانھر، کتساب السیر، احکام الجزید، 677/1، دار احیاء المتراث).

علامه ابن تجيم كصة ين :" إلا الردة بسب النبي عَلَيْكَ فإنه يقتل ولا يعفى عنه، كذا في البزازية كل كافر تاب فتوبته مقبولة في الدنيا والآخرة إلا جماعة الكافرين بسب النبي عَلَيْكُ وسائر الأنبياء وبسب الشيخين أو أحدهما وبالسحر، ولو امرأة"

ترجمه: مگررسول الله الله الله كل تو بين كى وجه سے مرتد كى تو به قبول نہيں ہے اسے قل كيا جائے گا، اسى طرح بزازيه ميں ہے كہ ہركا فركى تو به قبول ہے دنيا اور آخرت ميں مگررسالت مآ ہے ليے الله مناباء ، شخين حضرت ابو بكر وحضرت عمريا ان ميں سے كسى ايك كى تو بين كے مرتكب اور جادوگر كواگر چه تورت ہو بہر صورت قبل كيا جائے گا۔ (الا شباہ و السنظاء، , باب الردة , ص 158 ، دار الكتب العلمية).

علامة ترتاثى وصلفى لكت بي" (الكافر بسب نبي) من الأنبياء فإنه يقتل حدا و لا تقبل توبته مطلقا."

ترجمہ: انبیاء کرام میں سے کسی نبی علیہ السلام کی تو ہین کے مرتکب کا فر کو بطور حدثل کیا جائے گا اس کی تو بہ مطلقاً

قبول نہیں ہوگی۔(تنویرالا بصار والدرالمختار ، باب الردة ، 4/231 ، دارالفکر)۔

یمی وجہ ہے کہ بعض حفی علماء نے تو ہین رسالت کے مرتکب کا حکم عام کا فرسے الگ بیان کیا اور عام کا فرک تو بہ قبول ہونے کا قول کیا اور تو ہین رسالت کے مرتکب کوستنی قرار دیا جیسا کہ علامہ ابن نجیم کی عبارت گزری۔

ستناخ كي توبه كالحكم

اس مسئے میں ضابطہ یہی ہے کہ جن کے نزدیک بطورِ حدثل ہوگا تو ان کے نزدیک اس کی توبہ کی دنیاوی کوئی حثیت نہیں ہے کہ وقت ہوگا ہوگا تو ان کے نزدیک اس کی توبہ کے حدال کے حثیت نہیں ہے کیونکہ تو بہت کے مرتکب کوار تداد کی وجہ سے قبل کیا جائے گا تو ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہے اور قبل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ارتداد کا جرم توبہ سے معاف ہوجا تا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

امام ما لک اوراحد بن حنبل کے نزویک اس کی توبہ قبول نہیں ہے اورا حناف کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔

امام شافعی کے مشہور مذہب کے مطابق بطور ارتدا قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول ہے۔

شفامير ب:" وعند الشافعي تقبل."

ترجمہ:امام شافعی کے زو کیاس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ (الشفاء 255/2)۔

احناف کا ندہب بھی اس حوالے سے بہی ہے۔اور میتحقیق علامدابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے امام ابو یوسف کے قول کوسا منے رکھ کر کی ہے تو اس تحقیق کے مطابق اس کی توبہ قبول ہوگی اور قتل نہیں کیا جائے گا۔

علامه شامی علیه الرحمه نے اولاً یہ بیان فرمایا کہ امام ما لک کامشہور مذہب یہی ہے کہ گتاخ کی توبہ قبول نہیں ہے،
اورامام احمد کا قولِ مشہور بھی یہی ہے۔ گرامام اعظم ابوحنیفہ کا قول توبہ کے قبول ہونے کا ہے اورامام شافعی کا بھی یہی قول
ہے۔ جن عبارات سے بیشبہ پیدا ہوتا ہے کہ امام اعظم سے اس مسئلہ میں اختلاف مروی ہے وہ درست نہیں ہے۔
اس پر علامہ شامی نے شخ ابن تیمیہ اور علامہ بھی کی عبارات نقل کیس اور پھر لکھتے ہیں: " فانظر کیف صوح فی هذه
المواضع المتعددة مع نقله عن جماعات من ائمة مذهب الحنابلة بأن مذهب أبي حنيفة قبول
توبته و کفی هو لاء الائمة حجة فی إثبات ذلک بل یکفی فی ذلک الإمام السبکی و حده
فی إثبات ذلک کے ما ذکر نیا لو خلت کتب الحنفیة عن ذکر الحکم فیھا و لکنھا لم تخل عن

ترجمہ: پس غور سے دیکھیں کہ کس طرح حنابلہ کے ائمہ کی ایک جماعت نے متعدد جگہ پرصراحت فرمائی کہ امام ابو صنیفہ کا فد بہب گتاخ کی توبہ کی قبولیت کا ہے، بیائمہ امام اعظم کے فد بہب کے اثباب کا فی ہیں۔۔۔۔ بلکہ اگر احناف کی کتب میں امام اعظم کے فد بہب کو بیان کرنے میں کا فی ہیں۔ اگر چہ کہ کتب اعناف میں صراحت موجود ہے۔ (تنبیہ الولا قوالح کا م، ص 324، مکتبہ محمود ہیں)۔

پیرعلامه شامی نے کتاب الخراج سے امام ابو یوسف کی روایت فقل فرمائی: " وأیسما رجل مسلم سب رسول علیه او کذبه أو عابه أو تنقصه ؛ فقد کفر بالله و بانت منه زوجته؛ فإن تاب و إلا قتل. "

ترجمہ: کسی مسلمان نے رسول الله والله الله کی تو ہین کی یا آپ پر جھوٹ گھڑ ایا عیب لگایا یا تنقیص کی تو اس نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گا، پس اگر تو بہ کر لے تو ٹھیک وگر نہ اسے تل کیا جائے گا۔ (تنبیہ الولا قو والحکام، ص 324)۔

اسك بعد كست بين: "وقد أشار بقوله فإن تاب وإلا قتل إلى أنه إن تاب سقطت عنه عقوبة الدنيا والآخرة فلا يقتل بعد إسلامه وإلا لم يصح قوله وإلا قتل فإنه علق القتل على عدم توبته فعلمنا أن معنى قبول توبته عند سقوط القتل عنه في الدنيا ونجاته من العذاب في الآخرة إن طابق باطنه ظاهر "

ترجمہ:امام ابو یوسف نے اپنے قول فیان تاب و إلا قتل سے اس طرف اشارہ کیا کہ اگروہ تو بہ کرلے تو دنیا اور آخرت کی سزاسا قط ہوجائے گی، پس اس کے اسلام کے بعد اسے قل نہیں کیا جائے گا، وگر نہ ان کا قول و الاقتل صحح نہ ہوگا، کیونکہ انہوں نے قبل کو تو بہ نہ کرنے پر معلق کیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کی تو بہ کی اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اگر اس نے صدقِ دل سے تو بہ کی۔ (تنبید الولاق والحکام، ص 324)۔

اس کے بعد علامہ شامی نے النف فی الفتاوی، فمآوی مؤید زادہ، شرح الطحاوی، معین الحکام، نور العین اور حاوی الزاہدی سے تو بہ کی قبولیت کی صراحت نقل کی اور بیجھی فرمایا کہ تمام متون میں گستاخ کا حکم مرتد ہی کے تحت مذکور ہے نہ کہ الگ، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ گستاخ کا حکم مرتد کی طرح ہے۔ (سنبید الولا قوالح کام، ص 324)۔

بعض حضرات کا یہ کہنا کہ اصلِ مذہب بلکہ ظاہر الروایہ کے مطابق توبہ قبول نہیں ہے اور عدم قبولیت کے قول کو امام اعظم ابو حنیفہ کا قول قرار دینا صری ح تسائح ہے۔ اگر ظاہر الروایہ یعنی مبسوط میں ایسی کوئی روایت ہوتی تو صاحب برزازیہ مالکیہ کے قول کے بجائے اسے قتل فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ دعوی کرنا کہ متون، شروح وفقاوی عدم قبولیت پر صرح ہیں، یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ تنویر الابصار، در مختار، فتح القدیر، خلاصة الفتاوی وغیر ہانے صاحب برزازیہ کی اتباع میں مالکیہ کے قول کولیا ہے۔ لہذا اصلِ مذہب کے مطابق امام اعظم کا قول، متون، شروح اور فتاوی توبہ کی قبولیت پروال ہیں۔

علامة أى المراد حكاية إجماع الائمة مطافه مه البزازي من عبارة الشفا من أن المراد حكاية إجماع الائمة مطلقاً كما مر وقع مثله للعلامة القهستاني حيث قال في شرح مختصر النقاية لو عاب نبياً من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام قبلت توبته كما في شرح الطحاوي وغيره لكن في شفا القاضي عياض عن أصحابنا وغيرهم من المذاهب الحق أنه توبته لم تقبل وقيل بالاجماع انتهى. فانظر كيف فهم أن مراد الشفا حكاية الإجماع على قتله مطلقاً أي ولو تاب وهذا فهم لا يصح قطعاً كيف وقد حكى في الشفا الخلاف في المسئلة فما إذا تاب وصرح بالنقل عن أبي حنيفة وغيره بقبول توبته و درء القتل عنه بهاثم قال العلامة حسام جلبي: قد تتبعنا كتب الحنفية فلم نجد القول بعدم قبول توبة الساب عندهم سوى ما ذكر في الفتاوى البزازية وقد عرف بطلانه ومنشأ غلطه فيما مر في أوائل الرسالة فتذكر، انتهى ملخصاً"

ترجمہ: پرملامہ بزازی شفا کی عبارت سے بہ سمجھے ہیں کہ ائمہ کے اجماع کی حکایت مطلقاً ہے جبیبا کہ گزرا۔ ایسا ہی علامہ قہتانی ذکر کیا شرح النقابہ میں: اگر کسی نبی علیہ السلام کی تو ہین کی تو اس کی تو بقول کی جائے گی جبیبا کہ شرح الطحاوی وغیر ہا میں ہے۔ لیکن قاضی عیاض کی شفا میں ہے کہ ہمارے اور دوسرے مذا ہب حق کے اصحاب سے مروی ہے کہ اس کی تو بقول نہیں ہوگی، بعض نے اس کو اجماعی مسئلہ قرار دیا۔ شفا کی عبارت ختم ہوئی۔ پس دیکھت سمجھا کہ اجماعاً قتل والی بات مطلقاً ہے یعنی اگر چہ تو بہ کرلے۔ جب کہ یہ بھونا سے جا دشفا میں کہ اس مسئلہ میں اختلاف مذکور ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ سے صراحت منقول ہے کہ اس کی تو بہ قبول ہے اور قبل ساقط ہوجائے گا۔۔۔۔ پھر حیام چہی نے فرمایا تبحقیق ہم نے کتب حنفیہ میں شبع ، تلاش کی گر تو بہ کے قبول نہ ہونے کا قول موجائے گا۔۔۔۔ پھر حیام چہی نے فرمایا تحقیق ہم نے کتب حنفیہ میں شبع ، تلاش کی گر تو بہ کے قبول نہ ہونے کا قول

نہ پایا سوائے اس کے جوفمآوی ہزازیہ میں ہےاوراس کا بطلان اوراحناف کے خلاف قول کرنے کی وجہ پہچان چکے رسالے کے شروع ،اسے یا در کھ۔ (میںبہ الولا ۃ والحکام ،ص332)۔

مريد كسة بين: عبارة الخراج التي اطلعت عليها ورأيتها ليس فيها ذكر الخلاف وقد ذكر تها لك من قبل بحروفها وبعض الفتاوى المذكور مجهول فالله أعلم به على أنه لو ثبت خلاف محمد في المسئلة لا يعدل عن قول أبي حنيفة وأبي يوسف الذي مشى عليه أصحاب المتون وغيرهم ولا سيما التعبير بقوله خلافاً لمحمد مشير إلى ضعفه ولو كان لمحمد خلاف في هذه المسئلة لتمسك به البزازي ومن تابعه ولم يعدل عن النقل عنه إلى النقل عن المالكية على أن البزازي لم يدع أن ذلك قول في المذهب بل دعواه أنه مما انعقد عليه اجماع الائمة وقد تقنت بطلانه مما نقلناه لك"

مرجمہ:امام ابو یوسف کی کتاب الخراج کی عبارت پر تو مطلع ہو گیااور میں نے اسے دیکھا کہ اس میں اختلاف کا نام و خود ہے و نشان ہی نہیں ہے اور تیرے لئے میں نے بعینہ اسے پہلے قل کر دیا ہے۔ بعض فقاوی میں جواس کے خلاف موجود ہے وہ مجبول ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر امام محمد کے اس کے خلاف قول ثابت ہوجا تا تو صاحب بر ازیام ابو عیفہ اور امام ابو یوسف کے قول سے عدول نہ کرتے کہ ان دونوں کے قول پر اصحاب متون و غیر ها ہیں ، خاص کر وہ خلافاً محمد ذکر کر کے اس قول کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کرتے۔ اور اگر اس مسکلہ میں امام محمد سے کوئی راہت ہوتی تو علامہ بر ازی ضرور اسے بطور دلیل ذکر کرتے ہیں اور اس قول کے بجائے مالکیہ کے قول کی طرف عدول نہ کرتے کے دور ہماری خقیق سے کہ اس پر انمہ کا اجماع کے دور ہماری خقیق سے ان کے اس قول کے بطلان کا تخصے یقین ہو چکا ہے۔ (تنبیہ الولا قوالح کام میں 333)۔

آج کے بلاگرز، لبرلزاور عادی گنتاخ کا حکم

علامہ ابوسعود آفندی علیہ الرحمہ نے گتاخ کی توبہ کے متعلق تفصیل بیان کی اوریہ تیسرا قول انہی کا ہے۔ان کی بیان کردہ تفصیل کی دوصورتیں ہیں۔

(1) اگروہ گرفتار نہیں ہوا یعنی معاملہ قاضی کے پاس نہیں پہنچااور ویسے ہی معاملہ رفع دفع ہو گیااور وہ تو بہ کرلیتا ہے تو پھر قاضی کے پاس اس کامقد منہیں جائے گااوراس کوتل نہیں کیا جائے گا۔ (2) اگروہ اس کفر وارتد ادکی حالت میں گرفتار ہوا اور معاملہ قاضی کے پاس پہنچ گیا، تو پھر قاضی کے پاس وہ تو بہ کرتا ہے تو پھر اسکی اس تو بہ کی بنیاد پر اسکی میرز اسا قطنہیں کی جائے گی بلکہ اس کوتل کیا جائے گا اور علامہ شامی نے بھی جو میڈر مایا کہ قتل نہیں کیا جائے گا وہ بھی اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ وقتی طور پر غصے میں یا جہالت کی بنیاد پر یاکسی حماقت کی بنیاد پر اس سے میتو ہین کا کلمہ نکل گیا۔ اگروہ اس کا اعتقادر کھتا ہے یا اس کی عادت ہے۔

جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ نام نہاد بلاگرز کا مسکداٹھا ہوا ہے، جو اپنے آپ کومسلمان کہلانے کے باوجود با قاعدہ منصوبہ بندی کےساتھ کررہے ہیں۔ تو اس کے بارے میں علامہ شامی کا بھی موقف یہی ہے کہ اس طرح کے لوگ کیٹرے جائیں اور تو بہ بھی کریں تو ان کی سزاسا قطنہیں ہوگی بلکہ ان کوتل کیا جائے گا۔ علامہ شامی کے نزدیک ان کی حیثیت زندیق کی طرح ہے، کہ زندیق کو بھی تل کیا جائے گا اور اس کی تو بہاکا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس طرح بینام نہادسیکولرز، لبرل جو تو ہیں رسالت کے مرتکب ہوئے اور اپنے آپ کومسلمان کہلاتے تھے تو ان کے لئے بھی علامہ شامی کا قول یہی ہے کہ ان کو بھی قبل کیا جائے گا۔

علامة الله المنطق المنطق المنطقة المن

ترجمہ: تیسرا قول جیے محقق ابوسعود آفندی عمادی نے بالنفصیل ذکر کیا کہ قاضی تک مقدمہ دائر ہونے سے پہلے اس کی تو بہ قبول ہے اس کے بعد قبول نہیں ہے۔ شخ علاء الدین نے در مختار میں اسی قول کولیا ہے۔ (تنبیدالولا ۃ والح کام، ص 343)۔

كافر گنتاخ كى سزا

اگرکسی غیرمسلم ہے تو ہین ہوتواسکی بھی دوصور تیں بنیں گی۔

(1) اس نے اسے اس فعل سے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

(2) اینے اس کفر پر قائم رہااورمسلمان ہیں ہو۔

كافر گستاخ اگر مسلمان ہوجائے؟

اگروہ مسلمان ہوجا تا ہےتواس صورت میں ائمہ کااختلاف ہے۔

امام مالک اورامام شافعی کے نز دیک اس کا قتل ساقط ہوجائے گا ، کیونکہ اسلام سابق گنا ہوں کومٹا دیتا ہے۔ امام احمد کا مؤقف اس حوالے سے واضح اور سخت ہے کہ چاہے وہ مسلمان بھی ہوجائے اس کی سزاسا قط نہیں ہوگی ہاں اس کے اسلام کوقبول کرلیا جائے گا۔

علام بكى لكه ين" وفي كل من المذاهب الثلاثة خلاف، أما المالكية: فعن مالك روايتان مشهورتان في سقوط القتل عنه بالإسلام وإن قالوا في المسلم لا يسقط القتل عنه بالإسلام بعد السب، وأما الحنابلة فكذلك عندهم في الساب ثلاث روايات ...والمشهور عندهم عدم القبول مطلقًا، وأما الشافعية: فالمشهور عندهم القبول مطلقًا عل ما حررته فيما تقدم من النقل."

ترجمہ: اس کے بارے میں تنیوں ندا ہب میں اختلاف ہے۔ مالکیہ کے نزدیک امام مالک سے دومشہور روایتیں بیں اسلام کی وجہ سے قتل کے سقوط کے بارے میں اگر چرمسلمان کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ تو بہ کی وجہ سے اس کا قتل ساقط نہ ہوگا۔ حنابلہ کے نزدیک اس میں تین روایتیں ہیں، مشہور روایت یہی ہیکہ مطلقاً اس کی تو بہ قبول نہیں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مشہور یہی ہیکہ مطلقاً اس کی تو بہ قبول ہے، جیسا کہ اس پر پہلے قتل کرچکا ہوں۔ (السیف المسلول، الباب الثانی، الفصل السادس، ص 383، دار الفتح عمان).

احناف كنزد كياس ميں تقسيم ہے: (1) اگروہ تخص اس طرح كى گستا خى كرنے كا عادى ہے تو پھر اليى صورت ميں اگر چه وہ اسلام قبول كر بھى لے اسے قل كيا جائے گا۔ (2) اگر اس سے اتفا قا ايسا ہو گيا اور پھر وہ تو بہ بھى كر ليتا ہے، اسلام قبول كر ليتا ہيا وراس كى عادت نہيں ہے اور نہ اس كى دعوت ديتا ہے، نہ اس حوالے سے كوئى مہم چلا تا ہے نہ منصوبے بناتا ہے تو پھر اليى صورت ميں اس كو قل تو نہيں كيا جائے گاليكن تعزير اور سز ااس كو ضرور دى جائے گا۔

علامه شامى لكصة بين: " فيقتل عندنا سياسة إذا تكرر منه ذلك وأعلن به وإن أسلم. "

ترجمہ: پس ہمارے نزدیک اسے بطورِ سیاست اور مفادِ عامہ کے تحت قتل کیا جائے گا اگر وہ بیتو ہین بار بارکرے اور اس کا اعلان کرے اگر چہوہ اسلام لے آئے۔ (تنبیہ الولاق والحکام، ص355)۔

کافر گتاخ اگرایخ کفریرقائم رہے؟

اگروہ مسلمان نہیں ہوتا ہےتو پھراس صورت میں تمام علاء کے نز دیک واجب القتل ہے۔

لیکن وجه میں اختلاف ہے: امام مالک، امام احمد بن خبل اور امام شافعی کے نزدیک اس فعل کی وجہ سے اس کا جوعقد ِ ذمہ تھا وہ ٹوٹ گیا اب عقدِ ذمہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا جو جان و مال کا تحفظ ریاستِ اسلامیہ کی طرف سے اسے حاصل تھا وہ ختم ہوگیا اب اس بنیا دیر اسے قل کیا جائے گا، جبکہ احناف کے نزدیک اس کا عقدِ ذمہ تو نہیں ٹوٹا لیکن تعزیر کے طور پراس شخص کو قل کیا جائے گا۔

علامة ثاكى الصحيح عندا في المتون والشروح أن الذمي لا ينتقض بسب النبي النبي النبي الله في الرواية فاسد إذ صرحوا قاطبة النبي النبي المقتل إذ أعظم موجبه ومذهب الشافعي عدم النقض به كمذهبنا على الأصح قال ابن السبي لا ينبغي أن يفهم من عدم الانتقاض أنه لا يقتل وإن قلنا بعدم انتقاض العهد انت. والحاصل أن الذمي يجوز قتل عندنا لكن لا حداً بل تعزيراً فقتله ليس مخالفاً للمذهب."

ترجمہ: ہمارینز دیک متون اور شروح میں بیصراحت موجود ہے کہ ذمی کاعقد ذمہ تو ہین رسالت مآب کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ ندمہ نہ ٹوٹے سے بیلازم نہیں آتا کہ اس کوتل بھی نہیں کیا جائے گا۔ ان کا قول کہ اس میں کوئی روایت نہیں فاسد ہے کیونکہ قل کا سب سے بڑا سبب نہیں فاسد ہے کیونکہ قل کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ امام شافعی کا مذہب بھی ذمہ نہ ٹوٹے کا ہمارے مذہب کی طرح سیح قول پر۔ امام سبکی کے بیٹے نے فر مایا کہ اس سے بیانہ ہم نے عقد ذمہ نہ ٹوٹے کا قول کیا ہے۔ ان کی عبارت ختم ہوئی۔ سے بیانہ خمی اجائے کہ اسے قبل کرنا مذہب کے مخالف خلاصہ بیہ بیکہ ذمی کوئل کرنا مذہب کے مخالف خلاصہ بیہ ہیکہ ذمی کوئل کرنا مذہب کے مخالف نہیں ہے۔ (سمبیہ الولا قوالی کا م، ص 353)۔

توقتل کے معاطع میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ اس غیر مسلم کوتل کیا جائے گا۔ ٹمر واختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جوائمہ عقد ذمہ ٹوٹ کی بات کرتے ہیں ان کے نزدیک اس کا جتنا مال واسباب بھی ہوگا وہ بھی سلب کیا جائے گا، کیونکہ جب عقد ذمہ ٹوٹ گیا اور اب اس کا سخفظ ہی ختم ہوگیا ، اور اب اس کا سارا گا، کیونکہ جب عقد ذمہ ٹوٹ گیا تو صرف جان کا شخفظ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ مال کا شخفظ بھی ختم ہوگیا ، اور اب اس کا جو مال مال حکومت ضبط کر کے مسلمانوں پرخرچ کرے گی۔ جبکہ احناف کے نزدیک اس کوتل تو کیا جائے گا لیکن اس کا جو مال ہوگا، وہ اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ اس کے مال کا شخفظ ختم نہیں ہوگا۔ اس دوسری صورت میں مرداور عورت کا حکم ایک جیسا ہے۔

فقہی حوالے سے جو ندا ہب تھے وہ میں نے آپ حضرات کے سامنے بیان کئے ہیں، اور یہ بھی بحثیں اس صورت میں ہیں کہ جبکہ حاکم یاریاست کی طرف سے کوئی خاص قانون کی پابندی قاضی شرع پر نہ ہو، تو جس ند ہب کا قاضی ہوگا وہ اسینے ند ہب کے مطابق ہی فیصلہ کرے گا۔

عورت کی بھانسی اور پہلے اعتر اض کا جواب

ابھی ہم نے ذکر کیا کہ اگر کافر گتاخ اپنے کفر پر قائم رہتا ہے تو بہیں کرتا تو بالا جماع اس کو آل کیا جائے اگر چہ احناف کے نزدیک تعزیراً قتل کیا جائے۔ اور اس حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں، یعنی اگر کا فرہ گتاخی کرتی ہے تو اس سے زمی نہیں برتی جائے گی بلکہ فتنہ کو جڑ سے اکھیڑنے کیلئے اسے بھی قتل کیا جائے گا اور پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ جس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(1)بدری صحابی حضرت عمیر بن عدی نے ایک عورت کو گستاخی کے جرم میں قبل کیا۔

علامه واقدى كسي بين المحدون عبد الله بن الحارث، عن أبي، أن عصماء بنت مروان من بني أميه بن زيد، كانت تحت يزيد بن زيد بن حصن الخطمي، وكانت تؤذي النبي عَلَيْتُ وتعيب الإسلام، وتحرض على النبي صل علي النبي صل علي النبي صل علي النبي صل علي النبي على الله علي المدينة الماهم، إن لك علي نذرا لئن رددت رسول الله عَلَيْتُ إلى المحدينة الأقتلنها ورسول الله عَلَيْتُ يومئذ ببدر الما وعلى رسول الله عَلَيْتُ من بدر جائها المحدينة الأقتلنها ووف الليل حتى دخل عليها في بيتها، وحولها نفر من ولدها نيام، منهم من ترضعه في صدرها، فجسها بيده، فوجد الصبي ترضعه فنحاه عنها، ثم وضع سيفه على صدرها تحتى أنفذه من ظهرها، ثم خرج حتى صلى الصبح مع النبي عَلَيْتُ بالمدينة فلما انصرف النبي عَلَيْتُ نظر إلى عمير فقال: أقتلت بنت مروان؟ قال: نعم بأبي أنت يا رسول الله علي وخشي عمير أن يكون فتات على النبي عَلَيْتُ بقتلها فقال: هل علي في ذلك شيء يا رسول الله علي الله عنوان، فالتفت النبي عَلَيْتُ إلى من حوله فقال: إذا أحببتم أن تنظروا إلى رجل نصر الله ورسوله بالغيب، فانظروا إلى عمير بن عدي. فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: انظروا إلى هذا الأعمى، ولكنه البصير."

ترجمہ: مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن حارث نے ، انہوں نے اپنے باب سے روایت کی کہ عصماء بنت مروان بنی امیہ سے تھی اور برزید بن حصن خطمی کے پاس تھی ، وہ رسول الٹھائیٹ کوایذا دیتی تھی اور اسلام کی تو ہین کرتی تھی اور نبی علیہ السلام کے خلاف ابھارتی اوراشعار کہتی ۔۔۔عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیطمی کو جب اس کاپیۃ چلاتو انہوں نے الله تعالیٰ کی بارگاہ میں منت مانی کہ اگر رسول الله الله علیہ کی طرف واپس لوٹ آئے تو میں اسے ضرور قبل کروں گا جبكه رسول الله جنگ بدر میں تھے۔ پس جب رسول الله علاق بررے واپس تشریف لائے توعمیسر بن عدی آ دھی رات کو اس عورت کے پاس آئے اوراس کے گھر میں داخل ہو گئے جبکہ اس کے بیچے اس کے ارد گر دسور ہے تھے، ایک بیمہ دودھ بی رہاتھا، (آپ نابیناتھ) تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ٹٹول کر تلاش کیا اور بیچے کوالگ کیا بھراپنی تلوب اس کے سینہ پر کھی حتی کہ تلواراس کی پشت سے یار ہوگئ ۔ بھر باہر نکل آئے حتی کہ منج کی نماز نبی اللہ کے ساتھ بڑھی مدینة شریف میں، جب رسول الله الله الله مناز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمیر کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تو نے مروان کی لڑکی کوقل کردیا ہے؟ حضرت عمیر نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان -حضرت عمیر ڈرے ہوئے تھے کہاس عمل کی وجہ سے رسول اللہ کے خلاف کوئی سازش نہ ہوجائے ، پس عرض کی: یارسول اللہ کیا میں نے صحیح نہیں کیا؟ فرمایا: اس کے قل میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی دورائے نہیں ہے۔ پھر نری ایک اسپے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگرتم ایسے شخص کی زیارت کرنا چاہتے ہو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی تواس عمیر بن عدی کی زیارت کرو۔حضرت عمر نے عرض کی کہاس نابینا شخص کو دیکھو کہاللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کتنا سخت ہے! نبی الله فی اللہ اسے نابینا نہ کہ و بلکہ بیتوبینا ہے (دل اور ایمان کی آنکھروثن ہے)۔ (مغازی الواقدی، سريه قتل عصماء، 173/1، دار الاعلم? عمان).

(2) علام بكى لكت بين: "وذكر هذه القصة غير هؤلاء أيضًا، فثبت بهذه القصة وبغيرها أن هؤلاء النسوة إنما قتلن بشتمهن وسبهن."

ترجمہ:اسے واقعے کے علاوہ اور بھی واقعے ہیں۔ ان سے ثابت ہوا کہ بیعور تیں رسول اللہ کی تو ہین اور گستاخی کی وجہ سے قل ہو کیں۔(السیف المسلول, الباب الثانی،الفصل الرابع،الدلیل التاسع،ص 351)۔

(3) علام صفكى ابن كمال پاشا كوالے على الله على: "والحق أنه يقتل عندنا إذا أعلن بشتمه عليه الصلاة والسلام – صرح به في سير الذخيرة، حيث قال: واستدل محمد لبيان قتل المرأة

إذا أعلنت بشتم الرسول."

ترجمہ: حق بیہ ہے کہ جب اعلانیہ رسول الله الله الله الله کی بارگاہ میں گتاخی کی تواسے قبل کیا جائے گا، سیر ذخیرہ میں بیہ صراحت کرتے ہوئے فرمایا: امام محمد نے عورت کے قبل پراستدلال کیا کہ جب وہ اعلانیہ رسول الله کی تو ہین کرے۔ (الدرالمخار،مطلب فیماینقض به عقدالذمی، 4/216)۔

(4) علامه ابن عابد ين شامى لكهة بين: "لا يقال كيف قتلت مع أن النساء لا يقتلن للكفر عندنا لأنا نقول إنما قتلت لسعيها في الأرض بالفساد لأنها كانت تهجو النبي صل الله عليه وسلم وتؤذيه وتحر وتحرض الكفار عليه."

ترجمہ: اگریداعتراض ہو کہ عورتوں کوتو ہمارے نز دیک کفر کی وجہ سے قبل کرنا جائز نہیں ہے تو اس جواب بیہ بیکہ اس کے فتنداور فساد کی وجہ سے قبل کیا جائے گا کیونکہ وہ نبی الیسٹی کی تو ہین کررہی ہے، انہیں ایذاء پہنچارہی ہے اور کفار کو اس پر ابھار رہی ہے۔ (تنبیدالولا ۃ والحکام ، ص 355)۔

(5) مريد لكهة بين: "وقد صرحوا بأن الساحر يقتل ولو امرأة ولا شك أن ضرر هذه أشد من الساحر والزنديق وقاطع الطريق."

ترجمہ: فقہاء نے تصریح کی کہ جادوگر کوتل کیا جائے گا اگر چہ وہ عورت ہو۔اوراس میں کوئی شک نہیں کہ گستاخ عورت جادوگر، زندیق اورڈا کو سے زیادہ خطرناک ہے۔ (تنبیدالولا ۃ والحکام ہس 355)۔

295C اور مذاہب اربعہ

کئے کوئی نرم گوشہ نکالا جاسکتا ہے تو وہ غلطی پر ہیں کیونکہ ہمارے پاکستان کے قانون میں فقہ حنفی کی کوئی پابندی نہیں ہے،اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، حنفی جمہوریہ پاکستان نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کے پہال آئین میں واضح کھھا ہے کہ قانون جو بنے گا وہ قرآن وسنت کے مطابق بنے گا لینی قرآن وسنت کے مطابق بنے گا لینی قرآن وسنت کی جو واضح نصوص ہیں جو علماء کے اقوال ہیں ان کی روشنی میں اس کود یکھا جائے گا اس میں کہیں پنہیں لکھا کہ فہہب حقیت کوتر جیج دی جائے گی فہ بہب حقیت کے تحت قانون سازی کی جائے گی ،اگر چہا کثر قانون اس کے مطابق ہی بنتے ہیں، لیکن ایسی کوئی پابندی یہاں پر موجود نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس قانون کوآئین پاکستان کے خلاف قرار دیا جائے ، تو اس لیئے یہ بحث ہی بالکل غیر متعلق ہے کہ احناف کا فہ جب کیا ہے اور کیا نہیں؟ اور میں احناف کا فہ جب واضح طور پر بتا چکا ہوں، غیر مسلم کے حوالے سے تو بالکل قبل کا ہے اور آسیہ ملعونہ کی جو پھانسی کی بات کی جاتی کے نہیں اور جو بولگ فیر سے ہیں تو یہ ان کی بالکل غلاقتی ہے۔

تيسر بےاعتراض کا جواب

جہاں تک بیسوال ہے کے اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اس قانون کے حوالے سے بات کیوں نہیں کی؟ اور گتاخان کے قل کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ اور واجب القتل قرار کیوں نہ دیا؟

اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے دور میں انگریزوں کی حکومت تھی ہندوستان پر وہاں اسلامی ریاست کا کوئی معاملے نہیں تھا، اسلامی قوانین کا کوئی معاملے نہیں تھا، اسلامی قوانین کا کوئی معاملے نہیں تھا، اسلامی قوانین کا کوئی معاملے نہیں تھا، اس لئے اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے فتوے میں بالکل واضح طور پر بیہ بات ارشاد فر مایا کہ تو بین رسالت کے مرتکب لوگوں پر جوشری حکم ہے وہ تو یہاں پر نا فذنہیں ہوسکتا، تو اب مسلمان جو ہیں وہ کم از کم ان کا بائیکا ہے کریں ان سے دورر ہیں اور اپنے سے ان کو دور کریں۔

تواعلیٰ حضرت نے بالکل واضح طور پر بیتھم وہاں پر بتا دیا ہے کہ بیہ جوتھم ہےاس لئے ہے کہ اسلامی ریاست کو وجود نہیں ہےاسلامی حکمران یہاں موجودنہیں ہیں۔

لیکن الحمد للد ہمارے پاکستان میں اسلامی ریاست ہے اسلامی قانون ہیاور مسلمان حکمران ہیں اس لئے ان سے ہم بالکل حق بجانب ہیں ان سے بید مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جو بھی تو ہین رسالت کا مرتکب ہواس پر قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے ،اور جو اس کی سز اتعزیرات پاکستان کی دفع 2950 میں کھی گئی ہے،اس کے مطابق اس کو سزادی جائے گی۔

اوراس حوالے سے کسی کوکوئی اشکال ہوتو وہ بالکل رابطہ کرسکتا ہے، انشاء اللہ ہم اس کی بات سنے گے اور تخل سے اس کا جواب بھی دیں گے، کیکن اگر کوئی بدنیتی ہے، کوئی فساد پھیلانا چاہتا ہے، کوئی امنشار پھیلانا چاہتا، کوئی غیر ملکی ایجنڈ کے کو پورا کرنا چاہتا ہے، تو ظاہر پھر اس سے ہم تختی سے خمٹیں گے اور پھر اس کو اس کے حساب سے ہی جواب دیں گے، کیکن کوئی علمی طور پر بات کرنا چاہتا ہے تو پھر انشاء اللہ ہم بالکل حاضر ہیں اور اس کی ہم علمی بات کا جواب دیں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصة الجث

- (1) اگر مسلمان نے گتاخی اورتوبہ نه کی توبالا جماع قتل کیاجائے گا توبہ قبول نہیں۔
- (2) اگرمسلمان گستاخ نے تو بہ کرلی توامام مالک اور امام احمد کے نز دیک اس کی توبہ قبول نہیں ہے، اسے بہر

صورت قتل کیا جائے۔جبکہ امام عظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کینز دیک اس کی توبہ قبول ہے۔

(3) اگر کا فرنے گتاخی کی اور اسلام قبول کر لیا تو امام شافعی ، امام ما لک کے نز دیک اس کا اسلام قبول اور قل نہیں

کیا جائے گا۔ جبکہ امام احمہ کے نزدیک تب بھی قتل کیا جائے گا۔احناف کے نزدیک بیہ ہے کہ اگراس سے اتفاقی اور پہلی وفعہ گستاخی ہوئی تو سزادی جائے گی۔اورا گرعادی ہے، بار بارکر تا ہے،اعلانیہ کرتا ہے تو تعزیراً قتل کیا جائے گا۔

- (4) كا فرنے كتا خى كى اور اسلام نہيں لايا اگر چه معافى مانكے تب بھى واجب القتل ہے۔
- (5) پروپیگنڈا کرکے تو ہین کرنے والے، اعلانہ یو ہین کرنے والے اور اس کے عادی گستاخوں کو بالا تفاق قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ بلا گرز وغیرہ ہیں۔
 - (5) گتاخی کے مذکورہ احکام میں مردوعورت دونوں برابر ہیں لیعنی عورت کو بھی قتل کیا جائے گا۔